شمسی وقمری تاریخ کی شرعی حیثیت اور ابتداء

مولوی قیصر مشتاق

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل سوالات کے بارہ میں کہ:

۱......اسلامی وانگریزی تاریخ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا قرآن وحدیث وغیرہ سے اس کا ثبوت واشارہ ملتا ہے؟

۲......اسلامی تاریخ واقعۂ ہجرت سے شمار کی جاتی ہے، اس کی ابتداء کب سے ہوئی اور کس نے شروع کی؟

۳......اسلامی تاریخ کا حساب چاند سے کیا جاتا ہے، اختلاف مطالع کی وجہ سے تاریخ کی تعیین میں لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، جبکہ کچھ لوگ بالخصوص علماء اسلامی تاریخ کو انگریزی تاریخ پر ترجیح دیتے ہیں، وجوہ ترجیح کیا ہیں؟

۴......عیسوی وشمسی تاریخ کی ابتداء کب سے ہے اور کن واقعات پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے؟

مستفتی: محمد عابد قریشی، جہانگیر روڈ، کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ اللہ جل شانہ نے اس کائنات کے نظام میں سورج اور چاند دونوں کو تاریخ معلوم کرنے اور حساب رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْراً وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ‘‘ (یونس:۵)

ترجمہ:۔ ''وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اس (کی چال) کے لئے منزلیں مقرر کیں (کہ ہر روز ایک منزل قطع کرتا ہے) تاکہ (ان اجرام کے ذریعے) تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو''۔(معارف القرآن)

البتہ چاند کے ذریعے مہینہ اور تاریخ کا حساب آسان ہے، جبکہ سورج کے حسابات کے لئے ریاضی کا علم ہونا ضروری ہے اور یہ عام آدمی کے لئے مشکل ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إنا أمة أمية لانکتب ولانحسب ، الشهر هكذا وهكذا وهكذا، وعقد الابهام في الثالثة ، ثم قال: ألشهر هكذا وهكذا وهكذا ، يعني تمام الثلاثين ، يعني مرةً تسعاً وعشرين ومرةً ثلثين .متفق عليه''. (مشكوٰة المصابيح ص: ۱۷۴)

ترجمہ:۔ ''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم (اہل عرب) امی قوم ہیں کہ حساب کتاب نہیں جانتے۔مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ہوتا ہے (لفظ ''اتنا'' تین مرتبہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دو مرتبہ بند کیں اور پھر کھول دیں) اور تیسری مرتبہ میں (ہاتھوں کی) انگلیاں بند کر کے پھر نو انگلیاں تو کھول دیں اور) انگوٹھا بند کئے رکھا اور پھر فرمایا: مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا یعنی پورے تیس دن کا ہوتا ہے، آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ کبھی تو مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے''۔ (مظاہر حق ج:۲،ص:۳۰۵)

اور دونوں کے حسابوں میں فرق بھی ہے، جیسا کہ سورۂ کہف میں ارشاد ربانی ہے:

''وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعاً، قُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا''. (کهف: ۳۵)

ترجمہ:۔ ''اور وہ لوگ اپنے غار میں (حالت خواب میں) تین سو برس تک رہے اور نو سال اوپر رہے، آپ کہہ دیجئے! کہ خدا تعالیٰ ان کے رہنے (کی مدت) کو زیادہ جانتا ہے''۔(بیان القرآن)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

''وقال البغوی: روی عن علیؓ أنه قال: عند اهل ألکتاب أنهم لبثوا ثلاث

مائة سنة شمسية والله تعالىٰ ذكر ثلاث مائة قمرية ، والتفاوت بين الشمسية والقمرية في كل مائة سنة ثلاث سنين فيكون في ثلاثمائة تسع سنين فلذلك قال: "وَازْدَادُوْا تِسْعاً". (تفسير مظهرى ج:٦،ص:٢٨)

چنانچہ انگریزی تاریخ کا حساب رکھنا اور اپنے دنیاوی معاملات اس کے مطابق انجام دینا جائز ہے، بشرطیکہ فرض کفایہ کے درجے میں امت میں اسلامی قمری تاریخ رائج ہو اور رمضان، حج وغیرہ عبادات کا وقت معلوم ہو سکے، ایسا نہ ہو کہ آدمی کو جنوری، فروری وغیرہ کے سوا کوئی مہینے ہی معلوم نہ ہوں۔ فقہاء کرامؒ نے قمری حساب باقی رکھنے کو مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ قرار دیا ہے اور یہ حساب سنتِ رسول ﷺ، سنتِ انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدینؓ کی سنت ہونے کی وجہ سے باعثِ خیر و برکت ہے۔ (ملخص از معارف القرآن ج:۴،ص:۵۰۶)

سن ہجری کا باقاعدہ آغاز حضرت عمرؓ کے دور میں ۱۷ ہجری میں ہوا اور اس کا باعث یہ ہوا کہ یمن کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کو لکھا کہ آپ کے فرامین ہمارے پاس پہنچتے ہیں، لیکن ان پر تاریخ درج نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ کون سا فرمان پہلے کا ہے اور کون سا بعد میں جاری ہوا تو اس موقع پر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے اسلامی کیلنڈر کا باقاعدہ آغاز فرمایا:

بخاری شریف میں ہے:

"عن سهل بن سعدؓ قال: ماعدوا من مبعث النبي ﷺ ولا من وفاته، ماعدوا إلا من مقدمه المدينة". (صحيح البخارى ج: ١ ،باب التاريخ)

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"وذكروا في سبب عمل عمرؓ التاريخ أشياء، منها ما أخرجه أبو نعيم...... من طريق الشعبي: أن أبا موسىؓ كتب إلى عمرؓ: إنه يأتينا منك كتب ليس لها تاريخ، فجمع عمرؓ الناس، فقال بعضهم: أرخ بالمبعث وبعضهم أرخ بالهجرة فقال عمرؓ: الهجرة فرّقت بين الحق والباطل ، فأرخوا بها، وذلك سنة سبع عشرة، فلما اتفقوا قال بعضهم: ابدء وا برمضان ، فقال عمرؓ: بل بالمحرّم ، فإنه منصرف الناس من حجهم ، فاتفقوا عليه". (فتح البارى شرح البخارى ج: ٩، ص: ٣٣٢، بيروت)

اسلامی قمری تاریخ مسلمانوں کا شعار ہے اور چونکہ اس کی بنیاد چاند پر ہے اور اس کا حساب

کتاب نہایت آسان ہے اور عبادات مثلاً حج، رمضان اور عید وغیرہ کا حساب رکھنے میں بھی آسانی اور سہولت ہوتی ہے، نیز یہ کہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ اور حضرات صحابہ کرامؓ نے اس کو اختیار کیا ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کے نزدیک اسلامی تاریخ دوسری تاریخوں سے راجح ہے۔

پہلی اقوام میں مصریوں نے شمسی حسابات پر اپنی تقویم کی بنیاد رکھی، اس میں قمری مہینوں کے بجائے نئے مہینوں کا تعین کیا جاتا ہے اور یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ مہینوں سے موسموں کی مکمل نشاندہی ہو، اس سے متأثر ہوکر رومی بادشاہ جولیس نے شمسی کیلنڈر کو اپنایا۔ اس وقت رومی کیلنڈر کا برا حال تھا، کسی وقت میں یہ بالکل ایک قمری کیلنڈر تھا اور اس میں دس مہینے تھے اور اس کی ابتداء مارچ سے ہوتی تھی، بعد ازاں اس میں دو مہینے اور شامل کئے گئے اور اس کی ابتداء مارچ کے بجائے جنوری سے کی گئی، نیز دن کی ابتداء مغرب کے بجائے رات کے نصف سے ہونے لگی، غالبًا یہ پہلی باقاعدہ کوشش تھی کہ مہینوں میں موسموں کا خیال رکھا جائے۔ جولیس نے مصریوں سے متأثر ہوکر اس کیلنڈر کو بالکل ایک شمسی کیلنڈر بنا کر اس کا ناطہ چاند سے بالکل توڑ دیا، اس نے مہینوں کی تعداد بارہ رہنے دی اور ان میں دنوں کی تعداد ایسی رکھی کہ سب کا مجموعہ ۳۶۵ یا ۳۶۶ بنے، اس میں ایک دن کا فرق لیپ کے سال کے لئے ہے۔ جولیس نے ساتویں مہینے کو اپنے نام سے موسوم کرکے جولائی بنادیا، اس کے بعد آنے والے بادشاہ نے آٹھویں مہینے کو اپنے نام سے منسوب کرکے اگست بنادیا...... عام لوگ اس کو عیسائی کیلنڈر سمجھتے ہیں، اگرچہ عیسائی بھی اس کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، یہ رومی کیلنڈر تھا...... نہ تو اس کی ابتداء کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ ہی اس کے مہینوں سے اس کا کچھ اظہار ہوتا ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا، بحوالہ فہم الفلکیات)

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبدالمجید دین پوری	محمد انعام الحق	قیصر مشتاق
		تخصص فقہ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆☆....☆☆